مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ران پر ایک پھوڑا نکلا تھا۔ اس کا اپریشن ہوا۔ اسلئے حضور ۵ و ۶ تاریخ کو باہر رونق افروز نہ ہوئے۔ تمام احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالےٰ اس وجود مبارک کو ہر ایک تکلیف سے محفوظ رکھے تا ہماری روحانی غذا میں توقف نہ پڑ جایا کرے۔ حضور نے اسی تکلیف کی حالت میں گذشتہ جمعہ کا خطبہ فرمایا تھا جو اسی اخبار میں درج ہے امید ہے کہ اسکی بہت جلدی تعمیل کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

ریلو کے نئے سروے پارٹی جس کا ذکر کسی پچھلے پرچہ میں کیا گیا تھا۔ قادیان میں پہنچ گئی ہے اور اپنے کام میں مشغول ہے ۔

مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب و فاضل سید محمد اسحٰق صاحب جمعہ کے روز اپنے دورہ تبلیغ ایبٹ آباد ۔ واتہ ۔ دیگران سے منظفر و منصور واپس تشریف لے آئے ہیں ۔

اخبار احمدیہ

قبولیت دعا۔ کلیم الرحمن صاحب حاجی پورہ ڈاکخانہ پھگواڑہ سے لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب عرصہ ایک ماہ سے بخار اور کھانسی میں مبتلا تھے۔ اسی وجہ سے جلسہ کے مبارک ایام میں حاضر دارالامان نہ ہو سکے۔ لیکن جلسہ کے دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں ان کی صحت کے لئے دعا کی التجا کی جس کا نتیجہ یہ ثابت ہوا کہ اسی وقت سے صحت شروع ہو گئی تھی۔ ہم ابھی دارالامان سے واپس نہیں آئے تھے کہ وہ اچھے ہو گئے۔ پھر میں خود پانچ برس سے علیل چلا آرہا تھا۔ بہت علاج معالجہ کرایا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر میں نے حضور پرنور کی خدمت مبارک میں دعا کے لئے عرض کیا۔ خدا کا شکر ہے مجھ کو پہلے سے بہت آرام ہے ۔

جناب خان صاحب ذوالفقار علیخاں صاحب رامپوری کے ہاں خدا تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ ثانی نے عبدالرحمان نام رکھا۔ خدا تعالےٰ مولود کو والدین کے لئے خوشی کا موجب اور خادم دین بنائے ۔

ایک ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ پیغام والوں نے ایک کتاب النبوۃ فی الاسلام اہالیان ندوہ کو روانہ کی ہے اور انہیں یوں مشتعل دلایا ہے کہ قادیانی خاتم النبیین کے بعد نبی کے قائل ہیں اور یہ کتاب اسکی تردید میں لکھی گئی ہے۔ اس سے غیر مبائعین کے امیر کی اندرونی حالت سے آگاہی حاصل ہوتی ہے ۔

اخویم۔ محمد دین صاحب پٹواری لکھتے ہیں کہ میں موضع چک سیال میں محفل میلاد میں گیا۔ خیال تھا کہ لوگ جمع ہوں گے اور تقریر کا موقعہ ملیگا۔ لیکن افسوس کہ احمدی ہونے کی وجہ سے وقت نہ دیا گیا۔ ایک مولوی صاحب نے تقریر کی۔ اور اس وقت اسلام کے زوال کا بڑا سبب یہ بتایا کہ مسلمان تمو ہاروں میں شامل نہیں ہوتے خدا ایسی قوم پر رحم کرے جس کے علماء اس عقل کے مالک ہیں ۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شایع ہوا ۔

سونی پت سے ماسٹر نور آلہی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ بندہ سرکاری کام کے لئے دو ہفتہ کے لئے دہلی گیا تھا۔ وہاں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لیکچر لاہور (پیغام مسیح) لوگوں کو سنایا۔ اور دو روز احمد مسیح عیسائی مشنری سے دلچسپ گفتگو بھی ہوئی جس میں اس نے صاف لفظوں میں کہدیا۔ کہ میں کسی مسئلہ میں بھی تمہارے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور اگر پبلک میں کچھ جواب دونگا۔ تو وہ مجھے صرف اپنی ڈیوٹی پوری کرنی ہو گی ۔ ایڈیٹر. کسر صلیب کا صحیح مطلب اور منشا یہی ہے۔ جو خادمان مسیح موعود کے ذریعہ اس طرح پورا ہو رہا ہے۔ کہ عیسائی صاحبان ان کے دلائل اور براہین کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے ۔ احمد مسیح ایک مشہور عیسائی مناظر ہے۔ لیکن وہ صاف لفظوں میں اقرار کرنے کے لئے مجبور ہوا ہے کہ میں جواب نہیں دے سکتا۔

جنازہ غائب منشی محمد اشرف صاحب ناظر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی والدہ صاحبہ اپنے وطن بلانی ضلع گجرات میں فوت ہو گئی ہیں احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں ۔

مولوی عبدالصمد صاحب مبلغ لکھتے ہیں۔ کہ اس ہفتہ نائرین عرس مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کو سرہند کے سٹیشن پر عرس کی حقیقت اور رسمی میلوں کی اصلیت سنائی۔ جسے سعید روحوں نے توجہ سے سنا۔ مگر ایک شخص لوگوں کے مجمع کو منتشر کرتا اور کہتا تھا کہ اس کافر کی بات مت سنو۔ ہٹ جاؤ۔ مگر اس کی اس حرکت سے بہت لوگ ناراض ہوئے۔ اور بعض نے تو اس کو ڈانٹا بھی۔ اور کہا کہ بات کا جواب دو۔ یہ کیا کہ ہمیں ہٹاتے ہو۔ میں نے بتایا۔ کہ اگر کوئی جلسہ خدا کی رضا کے حاصل کرنے والا دنیا کے پردہ پر ہو سکتا ہے۔ تو وہ قادیان کا ہے۔ اس لئے سب صوفیوں کو وہاں جانا اور اس سے مستفید ہونا چاہیئے۔ موضع ہڈ چہل میں ایک تبلیغی لیکچر ہوا گاؤں کے لحاظ سے مجمع خاصہ تھا۔ سامعین پر اچھا اثر محسوس ہوا۔ موضع عنائت پورہ کی مسجد میں جمعہ کے بعد ایک تبلیغی لیکچر ہوا۔ لوگوں نے توجہ سے سنا ایک ملاں جل بھن کر کہتا جاتا تھا۔ کہ لوگو یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کی بات نہ سنو۔ لیکن کسی نے اس کی بات پر توجہ نہ کی۔ سرہند میں کئی لیکچر ہوئے۔ اور یہ بفضل الٰہی موثر ہوئے اللہ تعالیٰ سامعین کو ہدائت بخشے۔ سنور میں بمقابلہ انجمن خادم الاسلام یعنی حشمت اللہ مفتی اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے جواب میں پبلک لیکچر ہوا جس نے اپنا عمدہ اثر دکھایا

سیالکوٹ سے قاضی احمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور ایک بدباطن غیر مبائع کا یہ اعتراض لکھتے ہیں کہ اس نے کہا۔ میاں صاحب نے جن کو تم نے خلیفہ بنا کر بیعت کی ہے ۔ وہ احمدی نہیں ہیں۔ احمدی تو وہ ہوتا ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر پھر خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ مگر میاں صاحب نے تو نہ حضرت مسیح موعود اور نہ حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان کا خلیفہ ہونا تو درکنار وہ احمدی ہی نہیں ہیں" اس اعتراض کو پڑھکر ہمیں ان لوگوں کی حالت پر رحم آتا ہے کہ انہیں عقل و سمجھ کیوں جواب دے گئی ہے۔ اگر اس شخص کے نزدیک یہ اعتراض درست اور صحیح تھا۔ تو اسے چاہیئے تھا کہ اپنے سرگروہ قوم کو اس سے آگاہ کرتا۔ تا وہ اس سے فائدہ اٹھاتا۔ لیکن اس کا ایسا نہ کرنا۔ اور اگر کیا ہو گا۔ تو اس کے رئیس کا اس کو پیش نہ کرنا بتلاتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ بہر حال ہم اپنے لفظوں میں وہ جواب درج کرتے ہیں۔ جو حضرت خلیفہ ثانی نے لکھایا۔ آپ نے فرمایا کہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر کے لئے شرط ہے۔ کہ وہ احمدی ہو۔ اور مجھے حضرت مسیح موعود کا اس انجمن کا ممبر بنانا ثابت کرتا ہے۔ کہ میں احمدی تھا۔ باقی رہا بیعت کرنا سو میں نے ۱۸۹۷ء میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر بھی جبکہ آپ خلیفہ ہوئے تھے۔

بھنگالہ سے شیخ محمد بخش صاحب لکھتے ہیں۔ کہ خدا کے فضل سے مکیریاں میں انجمن بن گئی ہے۔ اور حصول چندہ صدر انجمن و ترقی اسلام کا بھی انتظام ہو گیا ہے۔ میں پہلے مکیریاں میں جمعہ پڑھایا کرتا تھا۔ اب ایک اور موضع میں جمعہ پڑھانے کے لئے جایا کرونگا۔ کیونکہ وہاں کے مسلمان ناتوانی کی وجہ سے فرائض دین کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے

قصور سے مرزا محمد افضل بیگ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جلسہ کے بعد سے میں اپنے اندر تبلیغ کا ایک خاص اثر پاتا ہوں میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا ہوا ہے کہ ہر ایک روز ایک نئے آدمی کو حضرت مسیح موعود کا یہ پیغام پہنچاؤں کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود آ گیا۔ آج کل اکثر لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ کوئی نئی خبر سناؤ۔ تو میں انہیں کہتا ہوں۔ کہ ایک نئی خبر ہے۔ اور وہ یہ کہ امام مہدی آ گیا بعض حیران ہو کر پوچھتے ہیں ۔ کہ کہاں آ گیا۔ تو میں کہتا ہوں ۔ کہ قادیان میں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ دیہات میں جا کر بھی تبلیغ سلسلہ کروں خدا تعالیٰ توفیق دے ۔ ہر ایک احمدی کے دل میں اسی طرح جوش اور ولولہ ہونا چاہیئے۔

برہمن بڑیہ سے جناب مولوی عبدالواحد صاحب اپنی علالت کے لئے دعا کے ملتجی ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ باوجود اس علالت کے میں اپنے کام یعنی تبلیغ میں کوتاہی نہیں کرتا۔ اس ہفتہ میں یہاں کے ایک محلہ میں جلسہ کیا گیا۔ جس میں احمدی و غیر احمدی سامع تھے۔ میں جب سامعین کو پاتا ہوں۔ تو اپنی بیماری کو بھول جاتا ہوں جو کہ خدا کا فضل ہے۔ ایک بات خوشی کی یہ معلوم ہوئی ہے۔ کہ وہ شخص جس کے سوالات کے جواب میں میں نے رسالہ ہدایۃ المہدی لکھا تھا۔ اب وہ اس قدر احمدیت کے قریب آ گیا ہے۔ کہ بیعت کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ یہ شخص اپنے گاؤں کا امام مسجد تھا اس لئے اسے کچھ زمین ملی ہوئی تھی مگر اب اس نے غیر احمدیوں کی امامت کو خود بخود چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ زمین بھی ترک کر دی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۸ - فروری ۱۹۱۶ء

کیا غیر احمدی قرآن جانتے ہیں؟

نمبر (۱)

خلیفۂ اولوالعزم کا ارشاد!

چند روز ہوئے ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی خدمت میں لکھا تھا۔ کہ ابوالکلام آزاد صاحب کلکتہ میں درس قرآن دیتے ہیں۔ کیا میں اس میں شریک ہوا کروں۔ اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا تھا کہ اگر غیر احمدی قرآن جانتے تو پھر مسیح موعود کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ممکن ہے کہ ان الفاظ کو غیر احمدی پبلک نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہو۔ کیونکہ ان کے نزدیک ابوالکلام صاحب ایک ماہر قرآن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت تھی۔ جسے مبرہن کیا گیا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ہم یہاں دینگے۔ اور بتلائیں گے کہ واقعہ میں غیر احمدی قرآن نہیں جانتے ٭

البلاغ میں ایک آیت کے غلط معنے

ابوالکلام صاحب نے البلاغ میں ایک مضمون لکھتے ہوئے۔ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَھْلِھَا فَوَجَدَ فِیْھَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ز ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَ ھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِہٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّہٖ فَوَکَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْہِ قَالَ ھٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ۔ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ کے یہ معنے کئے ہیں کہ "اور ایک ایسی حالت میں جبکہ تمام شہر غافل تھا۔ موسیٰ شہر میں آئے۔ اور دو آدمیوں کو دیکھا کہ لڑ رہے ہیں۔ ان میں ایک موسےٰ کی قوم کا تھا۔ دوسرا اُسکے دشمن کے گروہ کا۔ موسیٰ کو دیکھ کر انکی قوم کے آدمی نے اپنے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگی۔ موسیٰ نے انکی مدد کی۔ اس کے دشمن کو ایک گھونسا مارا۔ اور وہ مرگیا۔ موسیٰ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو ایک شیطانی کام ہوگیا۔ بے شک شیطان انسان کا دشمن اور گمراہ کن ہے" یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شیطانی کام کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور قرآن شریف کے رُو سے ان کا اپنا اقرار بتایا ہے ٭

ایک نبی پر شیطانی کام کرنے کا الزام ناروا ہے!

لیکن کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ ایک انسان جس کا دعوےٰ ہو کہ مجھے خدا نے انبیاء کرام کی معیت اور تبعیت کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ اور جو اس بات کا مدعی ہو کہ میرا نور علم براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہے۔ اور جو اعلان کرچکا ہو کہ مجھ پر ہزارہا ایسے نکات قرآنیہ کھولے گئے ہیں جو کسی پر نہیں کھلے۔ وہ ایک عظیم الشان نبی پر یہ الزام لگاتا ہے کہ اس نے شیطانی کام کیا۔ اور اس کے ثبوت میں قرآن شریف کو پیش کرتا ہے ٭

انبیاء گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

حالانکہ علم دین سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا بھی خوب جانتا ہے۔ کہ انبیاء کی شان ایسے افعال سے بالکل پاک اور منزہ ہوتی ہے۔ قرآن شریف کی بہت سی آیات اِس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ کہ انبیاء بذات خود کچھ نہیں ہوتے۔ بلکہ بکلی خداتعالےٰ کے تصرف اور قبضہ میں ہوتے ہیں۔ انکی ہر ایک حرکت و سکون ہر ایک قول و فعل اپنا نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا ہی کا ہوتا ہے چنانچہ خداتعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ ؛۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو کہدے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا الغرض سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اِس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء نہیں بولتے۔ مگر خداتعالےٰ کے بلانے پر۔ انبیاء کوئی کام نہیں کرتے۔ مگر خداتعالےٰ کے کرانے پر۔ اور ان سے وہ طاقت سلب کرلی جاتی ہے جس سے خداتعالیٰ کی رضا کے خلاف کوئی کام کیا جاتا ہے۔ اِس لئے انکی تمام گفتار و کردار خداتعالیٰ ہی کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خداتعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کہ ؛۔ ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ جو کام تو نے کیا وہ تو نے نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے کیا۔ اور پھر کہا ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ یہ تو اپنی مرضی اور خواہش سے کوئی کلام بھی نہیں کرتا۔ یہ وہی بولتا ہے۔ جو اسے خدا وحی کے ذریعہ بتاتا ہے۔ پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی نسبت فرمایا ؛۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور ہم نے تجھ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا۔ اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوائے کوئی معبود نہیں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ یہ کہتے ہیں کہ رحمان نے فرزند اختیار کیا ہے۔ وہ اس سے پاک ہے۔ جن کو یہ فرزند بناتے ہیں وہ تو معزز بندے ہیں۔ جو اس ذات پاک کے سامنے بڑھ کر نہیں بولتے۔ اور اس کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ تمام رسولوں کے افعال اور اقوال خدا کے منشاء اور حکم کے مطابق ہوتے ہیں۔ اِسلئے وہ کوئی شیطانی کام نہیں کرتے اور نہ کرسکتے ہیں ٭

پس حضرت موسےٰ کی طرف شیطانی فعل کی نسبت جائز نہیں!

اِس بات کو مدنظر رکھ کر کوئی شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ گمان بھی نہیں کرسکتا کہ انہوں نے کوئی ایسا کام کیا ہو۔ جو شیطانی ہو کیونکہ اگر انہوں نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو شیطانی ہو۔ .. .. تو خدا کے حکم اور منشاء کے مطابق کیا۔ اور خداتعالیٰ کبھی ایسے کام نہیں کراتا۔ جو شیطانی ہو۔ کیونکہ خداتعالیٰ تو فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ۔ اے شیطان میرے بندوں پر تیرا کسی قسم کا قبضہ اور تصرف نہیں ہے۔ پس جب خدا کے بندوں پر شیطان کا تسلط ہی نہیں ہوتا تو یہ کہنا کس قدر دور از عقل و دانش اور خلاف فہم و فراست ہے۔ کہ حضرت موسیٰ نے شیطان کے بس میں آکر شیطانی کام کر ڈالا۔ کیا اگر ھٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ کے یہ معنے کئے جائیں کہ موسےٰ نے کہا کہ مجھ سے شیطانی کام ہوگیا ہے تو ان دونوں آیتوں میں صریح تضاد اور تناقض نہیں پایا جاتا ضرور پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ قرآن کریم کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ پس یہ معنے کسی صورت میں بھی درست اور صحیح نہیں قرار دئے جاسکتے ٭

اس آیت کے صحیح معنے

اسکے صحیح اور درست معنی یہ ہیں۔ کہ جب حضرت موسیٰ نے اس آدمی کو گھونسا مارا۔ اور وہ مرگیا۔ تو آپنے کہا۔ ھٰذا من عمل الشیطٰن۔ یہ آدمی جو میرے گھونسا مارنے سے مرگیا ہے۔ اسکے اس شیطانی فعل یعنے جھگڑنے کی وجہ سے میں نے اسے مارا تھا۔ اور اس کے اس شیطانی کام نے مجھ سے ایسا کرایا ہے ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں اسے مارتا۔ اور یہ مرجاتا۔ یہی معنے درست ہیں ؛

ان معنوں کی آیت کے سیاق و سباق سے تصدیق

چنانچہ آیت کا سیاق و سباق اور قرآن کریم کی دوسری آیات اس کی تائید کرتی ہیں۔ اور ابوالکلام صاحب کے معنوں کی تردید اس بیان کے ابتدا ہی میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) استعدادِ فطری کو پہنچ گیا۔ تو ہم نے اس کو حکم اور علم دیا۔ اور اسی طرح ہم محسنوں کو دیا کرتے ہیں اس آیت میں خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ انہیں حکم اور علم دیا گیا تھا اور دوسرے یہ کہ وہ محسنین میں سے تھے۔ ان کی اس شان کو بیان کرکے آگے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ضرور ہے کہ ان میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جاوے نہ کہ انکے خلاف ہوں لیکن ھٰذا من عمل الشیطٰن سے جو مُراد لی جاتی ہے وہ بالکل ان باتوں کے خلاف واقعہ ہوئی ہے۔ اس لئے یہ معنی درست نہیں ؛

ظلمت نفسی سے کیا مُراد ہے؟

اب اگر کوئی یہ بات پیش کرے کہ حضرت موسیٰ نے اس کے بعد یہ کہا ہے کہ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ۔ اس لئے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپنے ضرور پہلا فعل ایسا ہی کیا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ اپنے لئے خائف اور ترساں ہوئے ہیں۔ ورنہ وہ کیوں کہتے ہیں کہ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ لیکن اس سے کسی کو دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ یہ تو ایک ایسی دُعا ہے جو خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے بھی جاری کرائی ہے۔ کیا آپ بھی نعوذ باللہ کسی ناروا فعل کے مرتکب ہوتے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ۔ پھر ہمنے کتاب کا ان لوگوں کو وارث کیا جو برگزیدہ تھے۔ پس ان میں سے ایک گروہ ظالم لنفسہ تھا۔ یعنی یہ گروہ بھی برگزیدہ بندوں ہی کا تھا۔ پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اپنے نفس پر ظلم کرنا اس صورت میں جبکہ خدا کے انبیاء اور برگزیدہ انسانوں کی طرف منسوب ہو۔ کسی بُرے فعل پر دلالت نہیں کرتا۔ اسی لئے اگر حضرت موسیٰ نے کہا کہ ظلمت نفسی تو اس سے یہ مُراد نہیں لیجا سکتی کہ اُنھوں نے کوئی بُرا کام کیا تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے حضور عرض کی ہے کہ اے خدا میں نے اس آدمی کو اسی کے شیطانی فعل کی وجہ سے مار کر اپنے آپ کو مُصیبت میں ڈال لیا ہے۔ فاغفرلی پس میری اس معاملہ میں حفاظت کیجئے۔ فغفرلہ پس خدا نے اس کی حفاظت کی ؛

سیاق آیت

اس کے بعد حضرت موسیٰ کہتے ہیں۔ رب بما انعمت علی۔ اے میرے رب تو نے مجھ پر یہ نعمت کی ہے کہ اس مصیبت سے بچایا ہے۔ اسکے شکرانہ میں میں اپنے لئے یہ ضروری قرار دیتا ہوں کہ فلن اکون ظھیرًا للمجرمین۔ میں کسی مجرم کی مدد نہیں کرونگا۔ بلکہ جسطرح اب ایک مظلوم کی مدد کی ہے۔ اسی طرح آیندہ بھی کرونگا یہ معنے بالکل صاف اور صحیح ہیں۔ چنانچہ اگلا واقعہ ان کی تائید کرتا ہے۔ دوسرے دن جب پھر انہیں اسی قسم کا واقعہ پیش آیا یعنے دو آدمی لڑ رہے تھے۔ جنمیں سے ایک انکی قوم کا تھا۔ اور دوسرا انکی دشمن قوم کا۔ تو انہوں نے اسدن بھی وہی کچھ کرنا چاہا جو پہلے دن کیا تھا۔ اب سوال ہوتا ہے۔ کہ جب انہوں نے پہلے دن ایک آدمی کو مار کر خود اسبات کا اقرار کرلیا تھا کہ ھٰذا من عمل الشیطٰن۔ یہ تو ایک شیطانی کام ہوگیا ہے۔ اور پھر اس سے معافی مانگنے کے لئے کہا تھا کہ رب انی ظلمت نفسی۔ اے خدا میں نے یہ فعل کرکے اپنی جان پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ فاغفرلی۔ پس تو میرا یہ قصور بخش دے اور خدا تعالیٰ نے بھی فغفرلہ۔ انکے اس فعل کو بخش دیا تھا۔ جبکہ انہوں نے یہ اقرار کیا تھا کہ فلن اکون ظھیرًا للمجرمین۔ میں آیندہ کبھی ایسے مجرم کی مدد نہیں کیا کرونگا تو دوسرے ہی دن وہ ان تمام باتوں کو بالائے طاق رکھ کر پہلے دن کی کارروائی کے لئے کیوں آمادہ ہوگئے۔ کیا اسطرح انپر یہ الزام نہیں آتا کہ دوسرے دن انہوں نے جان بُوجھ کر عمل الشیطان کرنے کا ارادہ کیا اور کیا اسطرح انکی طرف وعدہ خلافی کا جرم منسوب نہیں کیا جاتا کہ اسبات کا اقرار کرتے ہیں کہ میں اس قسم کے مجرم کی مدد نہیں کرونگا لیکن کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں یا اتنے بڑے الزام ہیں جو ایک نبی اور برگزیدہ کی شان کے ہرگز ہرگز شایاں نہیں ہیں۔ جب تک ان کا جواب دیا جائے اسوقت تک ہٰذا من عمل الشیطان کے یہ معنی کرنا کہ مجھ سے یہ شیطانی کام ہوگیا ہے۔ بالکل غلط اور لغو ہیں ؛

مزید دلائل ابوالکلام کے معنے غلط ہونے کے

پھر دیکھئے۔ ان دونوں واقعات کے بعد حضرت موسیٰ فرماتے ہیں۔ رب نجنی من القوم الظلمین۔ اے میرے رب مجھے ان ظالموں کی قوم سے نجات دے۔ اگر وہ انی ظلمت نفسی کہنے سے خود بھی (نعوذ باللہ) شیطانی کام کرنے کی وجہ سے ظالم ہوگئے تھے تو پھر یہ دعا کس طرح مانگ سکتے تھے کہ اے میرے رب ان ظالموں کی قوم سے مجھے نکال دے اس سے تو پتہ لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظالم نہیں سمجھتے تھے پھر مدین کے بزرگ نے آپکو فرمایا کہ لا تخف نجوت من القوم الظلمین۔ تو کسی قسم کا خوف نہ کر تو ظالموں کی قوم سے نجات پاگیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی آپکا سارا واقعہ سُنکر دوسرے لوگوں کو ہی ظالم قرار دیا ہے نہ کہ انہیں ؛

پس ان آیات سے پتہ لگتا ہے کہ آپنے جو کچھ کیا تھا وہ کوئی بُرا کام نہ تھا اور نہ اسے آپنے شیطانی کام قرار دیا ہے ورنہ اگر یہ کہا جائے کہ واقعہ میں انہوں نے شیطانی کام کیا تھا تو یہ انپر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ پر ایک بہت بڑا حملہ ہوگا۔ جس نے ایک ایسے انسان کو نبی بنا کر بھیجدیا جو بجائے اسکے کہ دوسروں کو شیطان کے پھندے سے نکالتا خود اُسکے قبضہ میں گرفتار ہوگیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ اسکے اتنے بڑے گناہ کو معاف بھی کردیتا ہے اور اس معافی کے شکریہ میں آیندہ کے لئے وہ اقرار بھی کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہیں کرونگا۔ لیکن کچھ سال نہیں کچھ ماہ نہیں کچھ دن نہیں بلکہ دوسرے ہی دن پھر وہی کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر بھی خدا کا نبی ہی رہتا ہے۔ اور خدا اس کی تائید میں بڑے بڑے نشانات دکھلاتا ہے

کیا کوئی شخص گوارا کرسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر اتنا بڑا الزام لگائے ہرگز نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ اس آیت کے وہ معنے کئے جاتے ہیں جو خدا کی پاک ذات پر موجب حملہ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کی طرف وہ باتیں منسوب کی جاتی ہیں جو اُن کی شان کے شایاں نہیں ہیں۔

آیندہ اشاعت میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم جناب ابوالکلام کو آپ کی ایک اور غلطی پر متنبہ کرینگے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

تمام احمدی ہوشیار ہو جائیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۴ ؍ فروری ۱۹۱۶ء

حضور نے سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:۔

آج ایک خاص بات کے متعلق میں اپنی جماعت کے لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ بات تو وہ بہت ضروری ہے۔ اور چاہتی ہے کہ اس کے متعلق مفصل بیان کیا جائے لیکن پرسوں سے مجھے تپ ہے اور ایک پھوڑا ابھی ران پر نکلا ہوا ہے جس کی وجہ سے میں زیادہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اسلئے مختصر بیان کرتا ہوں ۔

اللہ تعالےٰ کا اپنے بندوں پر یہ خاص فضل اور احسان ہوتا ہے۔ کہ وہ اُن کی ہدایت کے لئے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ یہ سامان تو بہت سے ہیں۔ مگر ان کے مفصل ذکر کرنے کی اس وقت گنجائش نہیں ان سامانوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ آنے والی مصیبتوں اور بلاؤں سے قبل از وقت ایسے بندوں کو جن پر وہ خوش ہوتا ہے اطلاع دیدیتا ہے۔ تاکہ وہ اس اطلاع سے فائدہ اُٹھا کر اپنی اصلاح کرلیں۔ صدقہ و خیرات کریں۔ دُعائیں مانگیں جس سے بلائیں جاتی ہیں خدا تعالیٰ کی یہ ہمیشہ سے سنت ہے۔ کہ وہ اپنے ایسے بندوں پر جن کے دلوں میں اسکی محبت اور عظمت ہوتی ہے۔ مگر کوئی کمزوری ایسی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تکالیف اور مصائب میں مبتلا ہونے والے ہوتے ہیں۔ ان پر یہ رحم اور فضل کرتا ہے کہ انہیں قبل از وقت اطلاع دے دیتا ہے۔ تاکہ وہ اپنی اصلاح کر کے گناہوں کا خمیازہ اُٹھانے سے بچ جائیں ٭

اس وقت کئی دنوں سے متواتر بعض لوگوں کو قادیان میں بھی اور باہر بھی ایسی متوحش خوابیں آرہی ہیں۔ جن کا تعلق خاص قوم اور جماعت سے ہے۔ اور جن سے پتہ لگتا ہے کہ کوئی ایسی مشکلات آنے والی ہیں جو جماعت سے تعلق رکھتی ہیں۔ مجھے بھی بعض خوابیں اپنی ہوتی ہیں میں اسی قسم کی دکھی ہیں۔ یہ خوابیں کیوں آرہی ہیں۔ ہم کو کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ہماری نبوت کے ثبوت کے لئے خدا بتا رہا ہے۔ بلکہ ان کی یہی غرض ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ ہوشیار ہو جائیں۔ اور اس آنے والے وقت سے پہلے اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کر لیں۔ اور ایسے تضرع سے دُعائیں مانگیں۔ صدقہ و خیرات کریں کہ خدا تعالےٰ ان مشکلات کو ٹلا دے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ گورنمنٹیں بھی جب کسی بات کو ناپسند کرتی ہیں۔ اور وہ ایسے لوگوں کی طرف سے سرزد ہوتی ہے۔ جن پر وہ خوش ہوتی ہیں تو انہیں پہلے یہ اطلاع دے دیتی ہیں کہ یہ بات تم نے اچھی نہیں کی۔ آیندہ احتیاط کرنا۔ تو خدا تعالیٰ بھی جس قوم پر خوش ہوتا ہے۔ اسکو قبل از وقت یہ اطلاع دیدیتا ہے کہ ایک مُصیبت آنے والی ہے۔ اس سے بچنے کا سامان کرو یعنی صدقہ و خیرات دو۔ دُعائیں کرو۔ اور اپنے حالات میں تبدیلی پیدا کرو تاکہ وہ ٹل جائے۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اس سے فائدہ اُٹھائیں بعض لوگوں کے متعلق تو مجھے خاص طور پر بھی دکھایا گیا ہے جیسے دو آدمیوں کے متعلق جو ہماری ہی جماعت کے ہیں دیکھا ہے کہ وہ دہریہ ہو گئے ہیں۔ لیکن اکثر خوابیں عام طور پر ہیں۔ بعضوں نے زلزلہ دیکھا ہے۔ بعضوں نے بارش کو دیکھا ہے بعضوں نے آگ اور اولوں کو دیکھا ہے بعضوں نے چوروں اور ڈاکوؤں کو دیکھا ہے۔ بعضوں نے طاعون کے رنگ میں دیکھا ہے۔ ایک نے آسمان سے آگ کا برسنا دیکھا ہے۔ غرض مختلف لوگوں نے مختلف رنگ کی خوابیں دیکھی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے کئی طرق پر مطلع کیا ہے۔ پس آپ لوگ اُس وقت کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو اس قابل بنالیں کہ خدا تعالےٰ اس سے محفوظ رکھے۔ اس وقت یہ معلوم نہیں۔ کہ وہ مُصیبت کیا ہے۔ قحط ہے یا زلزلہ ہے یا طاعون ہے یا کوئی اور قسم کا امن و امان کا خطرہ ہے مگر جو کچھ ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنا فضل اور رحم کر کے اس کے ظاہر ہونے سے پہلے رؤیاء میں ہماری جماعت کے بعض لوگوں کو بتا دیا ہے۔ اس لئے سب جماعت کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے دیکھو اگر کسی سوئے ہوئے آدمی کے گھر چور پڑتے ہیں۔ تو سب کچھ لے جاتے ہیں۔ لیکن جنہیں پہلے اطلاع ہوتی ہے۔ اور وہ جاگتے ہوتے ہیں وہ اپنا مال بچا لیتے ہیں۔ چوروں کے آنے سے پہلے کسی اور جگہ رکھ دیتے ہیں۔ یا اور کوئی حفاظت کے لئے سامان کر لیتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ جو کسی آنے والی مُصیبت کے متعلق رؤیاء میں بتاتا ہے۔ وہ ایسی ہی ہوتی ہے۔ جو اس قوم سے ٹلنے والی ہوتی ہے۔ اور اگر ٹلنے والی نہ ہو تو بتاتا ہی نہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس کا گویا ہمیں بتانا لغو اور فضول ٹھہرتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو بتانے سے خدا تعالےٰ کا منشاء اور ارادہ یہی ہے کہ اگر یہ لوگ توبہ کریں۔ صدقہ اور خیرات دیں۔ اور دُعائیں کریں تو ان سے یہ مصیبت ٹل جائے۔ پس اتنے لوگوں کو رؤیا میں بتایا جانا جن کی تعداد تیس پینتیس کے قریب ہے۔ اور بعضوں کو بار بار بتایا جانا ثابت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اگر یہ لوگ اصلاح کرلیں۔ تو ان سے ٹل جائے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ساری دُنیا سے ہی یہ مُصیبت ٹل جائے۔ مگر کم از کم وہ لوگ جو اپنے ہیں ان کے متعلق ہمیں خاص طور پر فکر ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے وہ لوگ جو یہاں کے رہنے والے ہیں اور وہ جو باہر کے رہنے والے ہیں۔ خاص طور پر اِن دنوں میں دُعاؤں میں لگ جائیں۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ بشارت دے اور خود بتا دے کہ اب وُہ مُصیبت کے ایّام ٹل گئے ہیں۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ صدقہ دیں۔ اور سب لوگ دُعاؤں میں مشغول رہیں۔ اور اپنی اصلاح کی طرف خاص توجہ رکھیں ٭

اللہ تعالےٰ یہاں کے اور باہر کے ان تمام لوگوں کو جو ہماری جماعت میں داخل ہیں۔ اور جنھوں نے حضرت مسیح موعود کو مانا ہے۔ ہر ایک قسم کی بلاؤں اور مُصیبتوں سے بچائے اور اپنی حفاظت میں رکھے ٭

پیغام پارٹی کا اشاعت اسلام سے مقصد

اخبار پیغام مورخہ یکم فروری ۱۹۱۶ء میں کیا اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض نہیں؟ کے زیر عنوان مضمون لکھتے ہوئے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں کہ شماری طاقت کے کم ہونے سے بھی ایک قوم کو جو جو کچھ نقصان پہنچ سکتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ملکی و سیاسی ترقیات کی سدراہ زیادہ تر اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو یہی کہ تعداد میں ہم دوسروں سے تھوڑے ہیں۔ تو پس اشاعت اسلام کرنا اور دوسروں کو مسلمان بنانے کے لئے امداد دینا نہ صرف مذہبی نکتہ خیال سے ہی باعث ثواب عظیم ہے بلکہ پولیٹیکل حقوق کے لئے بھی مسلمانوں کی ترقی کا بہت حد تک ممد و معاون ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس پہلو سے بھی آج مسلمان گرے ہوئے ہیں اور باوجود مختلف طریقوں سے ہاتھ پیر مارنے کے کچھ بن نہیں سکا۔ پھر میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھکر اور عذاب کیا ہو سکتا ہے۔" فی الحال ہم انہیں کے الفاظ شائع کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور ان سے نتیجہ نکالنا حقیقت شناس اصحاب پر چھوڑتے ہیں ٭

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ

تصدیق المسیح

ایک دوست کا لڑکا یہاں پڑھتا تھا وہ انٹرنس پاس کر کے ایک ایسے شہر میں گیا۔ جہاں اُسے غیر احمدی صحبت نصیب ہوئی۔ اس کا اثر اسکے معتقدات پر پڑا۔ اور اس نے چند سوالات اُن لوگوں کے بھجوائے ہیں۔ جنکے جوابات حافظ جمال احمد صاحب سے ینیچے لکھوائے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ مضمون جو مسلسل شائع ہوگا۔ ناظرین کے علم میں اضافہ یا استحکام کا موجب ہوگا :-

حضرت اقدسؑ کی نبوت کے انکار سے متعجب نہ ہوں!

آپکا یہ فرمانا کہ یہاں عام طور پر مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کیا جاتا ہے یہ صحیح ہے۔ آپ متعجب نہ ہوں۔ ہمیشہ سے انبیاء کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہا ہے کہ اکثر لوگ ان کو غلطی پر سمجھتے رہے۔ اور ایسے لوگوں کی تعداد ہر نبی کے زمانہ میں زیادہ ہوتی رہی حتےٰ کہ نبی کریم کی نبوة کے انکار کرنے والے بھی بہت زیادہ ہیں۔ اسیواسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قلیلاً ما یؤمنون۔ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ خاتم النبیین کا یہی مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کا آنا موقوف ہو گیا ہے۔ لیکن ایک نبی کے آنے کے متعلق تو نہ آپکو اختلاف ہے نہ ہم کو ایک نبی نے تو آپکے اور ہمارے مسلمات کی رُو سے ضرور آنا ہے۔ باقی رہا یہ کہ آنے والا پُرانا مسیح ہے یا خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے نیا مسیح پیدا کریگا ؞

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیر الرّسل ہیں تو مسیح اِسی اُمّت سے آنا چاہیئے	اگر یہ مانا جاوے کہ آنیوالا مسیح وہی پہلا مسیح ہے۔ تو اس سے آنحضرتؐ کی اور آپ کی اُمّت کی سخت ہتک ہے۔ آنحضرتؐ کی تو اسطرح کہ جس صورت میں انکو خیر الرّسل کا

خطاب خدا تعالیٰ سے ملا ہوا ہے۔ اور اتنے بڑے عظیم الشان نبی کو اس امت کا معلم بنایا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ انکی قوت قدسیہ سے اس اُمّت میں سے کوئی لایق شاگرد نہ نکلا جو مسیح بننے کے قابل ہوتا۔ جسکی وجہ سے حضرت موسیٰ کی اُمّت میں سے مسیح ناصری کو دوبارہ منگانا پڑا۔ تا وہ دیگر یہودیوں اور عیسائیوں کی اصلاح کرنے کے علاوہ حضرت نبی کریمؐ کی اُمّت کے یہودیوں کی بھی اصلاح کرے۔ حالانکہ اُستاد کی عظمت اور شان اسکے شاگردوں کی عظمت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جب انکی امت میں کوئی ایسا لائق نہ ہوا بلکہ ایک دوسری جگہ سے مصلح منگوانا پڑا۔ تو آنحضرت افضل الرسل کسطرح ثابت ہو سکتے ہیں

پس چونکہ یقیناً حضرت خاتم المرسلین افضل الرسل ہیں اور آپ کی اُمّت خیر امم ہے۔ لہٰذا جو مسیح آنے والا ہے وہ آپکے شاگردوں اور آپ کی اُمّت میں سے ہوگا۔ نبی کریمؐ کو اسرائیلی نبی کا ممنون احسان خدا تعالیٰ نہیں کریگا۔

یہ غلط ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ ہیں!	باقی رہا آپکا یہ فرمانا۔ کہ چونکہ قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسی

جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر جانا ثابت ہے۔ اور احادیث میں بھی عیسےٰ ابن مریم کے آنے کا ذکر ہے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ آنیوالا مسیح وہی مسیح ناصری ہے۔ جسکے ثبوت میں آپنے اذ قال اللّٰہ یٰعیسیٰ انّی متوفّیک و رافعک الآیہ پیش کی ہے۔ اور دوسری بل رفعہ اللّٰہ الیہ۔ سب سے پہلے میرا یہ سوال ہے کہ خدا تعالیٰ تو بلا ضرورت کوئی کام نہیں کرتا۔ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ زیادہ سے زیادہ آپ ماقبل کی آیت پیش کرینگے ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ کہ انہوں نے یعنے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایذا دہی کے لئے کچھ تدبیریں سوچی تھیں تو خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو انکی ایذا سے بچانے کے لئے آسمان پر اُٹھانا پڑا۔ اِسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریم کے متعلق تو قرآن کریم میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ کہ یہ کفار تیری نسبت تدبیریں کرتے ہیں کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں وہ بھی تدبیریں کرتے ہیں۔ اور اللہ بھی تدبیر کرتا ہے۔ اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت دشمنوں نے جب منصوبے کئے تو خدا تعالیٰ کو یہ تجویز سوجھی کہ اسکو آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور باوجود انیس سو ۱۹ برس سے زیادہ عمر پانے کے جوان ہی اُتریگے پھر خدا نے اس کی خاطر اپنے قانون ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق کو بھی توڑ دیا۔ تاج العروس صہ۲٦۳ جلد۴۔ اور حضرة نبی کریم افضل الرسل کے قتل کرنے کے لئے جب کفار نے سو اونٹ انعام مقرر کیا تو اسوقت یہ تجویز سوجھی کہ حضرت نبی کریم کو حکم دیا کہ مکہ سے بھاگو۔ اور باہر غار میں جاکر چھپ رہو۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کونسی خوبی اپنے اندر رکھتے تھے کہ انکے ساتھ تو یہ سلوک کیا کہ بغیر کسی تکلیف کے بڑے آرام کے ساتھ فرشتوں کی معرفت آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے مشکل اور مُصیبت کے وقت میں بھاگ کر غار میں چھپنے کو کہدیا کیا افضل الرسل ایسے سلوک کا مستحق تھا۔ آپ غور فرماویں۔ اگر یہ بحثی کے طور پر یہ کہا جاوے۔ کہ آسمان پر جانا کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ ترازو کی وزنی طرف زمین کی طرف جھکی رہتی ہے۔ اور ہلکی طرف اُوپر کو اُٹھی ہوئی ہوتی ہے۔ اسواسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے حضرت نبی کریم وزنی اور بلند مرتبہ ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن میرا سوال تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کی اور حضرت نبی کریم کی مُصیبت ایک ہی قسم کی ہے۔ جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو تو آسمان پر اُٹھا کر بچایا گیا اور حضرت نبی کریمؐ کو غار میں چھپنے کی تدبیر بتائی گئی۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ تو خدا کی طرح الآن کما کان ہیں۔ اور نبی کریمؐ تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں بوڑھے کر دئے گئے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر ترازو والی مثال درست ہے۔ اور اس سے حضرت عیسیٰؑ کا نبی کریم سے درجہ کم ثابت ہوتا ہے تو ابوجہل کا مرتبہ تو حضرت عیسیٰ سے بہت کم تھا۔ وہ تو شاید نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ عرش سے بھی اُوپر ہوگا۔ اب میں ان آیتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جن کو آپنے حیات مسیح کے ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے ؞

پہلی آیت جو حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کیگئی ہے۔ اس کا جواب	(۱) اذ قال اللّٰہ یٰعیسیٰ اِنّی متوفیک و رافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا الآیہ۔ آپنے توفّیٰ کے معنے پورا لینے کے کئے ہیں۔ یعنے اسکے

اصلی معنے آپکے نزدیک یہی ہیں۔ لیکن موت پر بھی بولا جاتا ہے جس کے ثبوت میں آپنے چند آتیں بھی پیش کی ہیں۔ یہ آپ کو کسی نے مغالطہ دیا ہے۔ اصل میں الفاظ کی ظاہری شکل کے ملنے جلنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ان کا مادہ بھی ایک ہوگا اور معنے بھی ایک ہونگے۔ مثلاً نبی ایک لفظ ہے۔ اس کے مادے دو ہیں ایک نبأ اور دوسرا نبوٌ۔ جس کا مادہ نبأ ہے۔ اس کے معنے نبی اور رسول کے ہیں۔ اور جس کا مادہ نبوٌ ہے۔ اس کے معنے راستے کے ہیں۔ پس یہ توفّی یتوفّی جو باب تفعل ہے۔ اس کا اصلی مادہ وفات ہے جسکے معنے مرنے کے ہوتے ہیں۔ اور وفّی یوفّی کا اصلی مادہ وَفَی ہے۔ جس کے معنے پورا کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور اس سے جو باب تفعل آتا ہے۔ وہ غیر ذی رُوح پر بولا جاتا ہے۔ جیسے توفیت حقہ، اور وفات سے جو باب تفعل آتا ہے وہ ذی رُوح پر بولا جاتا ہے۔ جس کے معنے وفات اور قبض رُوح کے سوا کوئی نہیں۔ پس توفّی جہاں کہیں ذی رُوح پر بولا جائیگا۔ اس کا مادہ وفات ہوگا اوّل تو آپنے جسقدر مثالیں پیش کی ہیں وہ باب تفعیل کی ہیں۔ جسکے معنے پورا کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور مارنے کے بھی۔ کوئی مثال باب تفعل کی پیش کرتے۔ جسکے معنے باوجود ذی رُوح پر بولے جانے کے پورا لینے کے ہوتے تو پھر ہم مان لیتے۔ مثلاً آپنے جو آیت پیش کی ہے۔ ووفّیت کل نفس ما علمت یہ باب تفعیل سے ہے۔ وَفّی کا مجہول اور فیوفیہم اجورہم بھی اسی باب سے ہے۔ وَفّی یوفّی اور انما یوفّی الصّٰبرون بھی اسی باب سے مضارع مجہول ہے۔ پس ہم اسکو مانتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اصلی مادہ وَفیٰ ہے۔ اور جہاں ذی رُوح پر باب تفعل استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنے کہیں بھی پورا لینے کے نہیں آئے۔ کیونکہ اس کا اصلی مادہ وفات ہے۔ مثلاً دیکھئے دوسرے پارہ میں دو بار باب تفعل استعمال ہوا ہے جسکے معنے رُوح قبض کرنے کے سوا ہرگز نہیں۔ والّذین یتوفّون منکم ویذرون ازواجًا توفّی یتوفّی جمع یتوفون۔ باب تفعل ہے۔ ذی رُوح پر استعمال ہوا ہے۔ پھر پارہ چودہ ۱۴ سورۃ نحل میں آتا ہے۔ واللّٰہ خلقکم ثم یتوفٰکم۔ غرض بہت کثرت سے قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ ہر جگہ رُوح قبض کرنے کے معنوں میں آیا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ جو باب تفعل ذی رُوح پر بولا جاتا ہے اس کا اصلی مادہ وفی نہیں ہوتا بلکہ وفات ہوتا ہے۔ اور اگر بفرض محال یہ بھی مان لیا جائے کہ وفّی یوفّی اور توفّی یتوفّی ہر دو بابوں کا مادہ وَفَی ہے۔ تو اس سے یہ کہاں لازم آجاتا ہے۔ کہ دو مختلف بابوں کا مادہ اگر ایک ہو تو دونوں بابوں کے معنے بھی ایک ہی ہوتے ہیں۔ دیکھئے قاسط اور مقسط باوجودیکہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے۔ لیکن مختلف بابوں میں جانے کی وجہ سے معنوں میں بالکل متضاد ہوگئے ہیں۔ قاسط کے معنے ظالم کے ہوگئے۔ اور مقسط کے معنے منصف کے ہوگئے ہیں۔ لہٰذا وفی سے باب تفعل توفّی ذی رُوح پر جہاں کہیں بھی آئے گا۔ اُس کے معنے رُوح قبض کرنے کے ہوں گے۔ مولویوں کی کیا ہی تنگدلی ہے کہ نبی کریم کے متعلق جب یہی فعل آجاتا ہے تو مرنے اور رُوح قبض کرنے کے معنے کرتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے متعلق اگر وہی فعل آجاتا ہے تو پورا بھر لینے کے معنے خلاف قرآن حدیث اور لغت کر لیتے ہیں۔ نبی کریمؐ کے متعلق آتا ہے۔ اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک۔ کبھی مولوی بے دھڑک وفات کے معنے کر دینگے۔ معلوم نہیں یہ مسلک انہوں نے کیوں اختیار کر رکھا ہے۔ زبان سے تو عاشق محمدؐ۔ اور حالت دیکھو تو ایک ہی لفظ سے حضرت عیسیٰ کو تو آسمان پر بٹھائینگے۔ اور اسی لفظ سے حضرت خاتم المرسلین کو خاک میں سُلائیں گے۔ گر ہمیں مکتب است و ایں ملّا

کار طفلاں تمام خواہد شد۔ حضرت مرزا صاحب نے تو اشتہار دیا تھا کہ کوئی شخص قرآن مجید سے۔ حدیث سے۔ لغت عرب سے۔ شعراء عرب کے کلام سے کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش کر دے کہ باب تفعل ہو۔ اور اس فعل کا فاعل خدا ہو۔ اور مفعول کوئی ذی رُوح ہو (جیسا کہ انی متوفیک میں ہے کہ فعل باب تفعل سے ہے۔ اور اس کا فاعل خدا ہے۔ اور مفعول ذی رُوح حضرت عیسٰے علیہ السلام ہیں) اور پھر اس فعل کے رُوح قبض کرنے کے سوا کوئی اور معنے ہوں۔ تو میں ہزار روپیہ انعام دونگا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی متوفیک کی تفسیر میں انی ممیتک حتف انفک (کہ خارجی موت سے نہیں بلکہ طبعی موت سے ماروں گا) ہی لکھنا پڑا۔ قاموس والا بھی جب اس فعل کو باب تفعل میں لاتا ہے تو یہ مثال لکھتا ہے۔ توفّی اللّٰہ زیدًا اے قبض رُوحہٗ۔

خدا نے متوفیک و رافعک الیّ کیوں فرمایا

پس خدا تعالیٰ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرماتا ہے۔ کہ تیری رُوح میں قبض کرنیوالا ہوں کسی اور کے قبضۂ قدرت میں نہیں کہ تیری رُوح قبض کرے پس جب خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی رُوح اپنے قبضے میں لینے کا وعدہ کیا ہے تو اپنی طرف اٹھائے گا بھی۔ اس رُوح ہی کو نہ کہ جسم کو بھی۔ اور احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی رُوح جب قبض ہوتی ہے تو آسمان کی طرف اُٹھائی جاتی ہے اِسلئے خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو تسلّی دی اور فرمایا۔ رافعک الیّ کہ تیری رُوح میں اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ یہود یوں کا جو یہ خیال ہے کہ تجھے صلیب پر قتل کر کے نعوذ باللہ لعنتی قرار دیں۔ ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ تورات میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاتا اور جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے ۔۔۔۔۔۔ پس خدا تعالیٰ کی لعنت کے نیچے آیا ہوا کبھی مومن نہیں کہلا سکتا اِس لئے ایسے شخص کی رُوح جب قبض کی جاتی ہے۔ تو اسکے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ بلکہ اوپر سے نیچے پھینک دیجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیبی موت سے بچانے کے لئے رافعک الیّ فرمایا۔ کیونکہ اگر وہ صلیبی موت حضرت عیسیٰ پر وارد کر دیتے تو پھر تورات کی شریعت کے مطابق وہ سچے ٹھہرتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام غلطی پر۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے دست تصرف سے صلیبی موت سے ان کو نجات بخشی۔ پھر انسان خود سوچ سکتا ہے کہ فاعل کے بدلنے کے ساتھ صفات اور افعال بھی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً آدمی بیٹھ گیا۔ ساہوکار بیٹھ گیا۔ آنکھ بیٹھ گئی۔ دل میں محبت بیٹھ گئی۔ اب فاعلوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے سب کے بیٹھنے کا طرز بھی الگ ہے۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ جو کسی انسان کو اٹھاتا ہے تو کس طرز پر اپنے محاورہ میں ہی ہم بولتے ہیں۔ فلانے کو خدا نے اِس دُنیا سے اُٹھا لیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکی رُوح قبض کر لی۔ مار دیا ہے نہ کہ اس کو مع جسم کے اٹھا لیا خدا کا اُٹھانا اسی طرز کا ہوتا ہے کہ وہ رُوح قبض کر لیتا ہے مولویوں کا فتوے بھی چوہڑوں کی چھری ہے نہ حلال دیکھتے ہیں نہ حرام۔ حضرت عیسیٰ کے متعلق تو کہتے ہیں کہ خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا۔ حالانکہ آسمان پر جانے کی انہوں نے خدا سے

کوئی درخواست بھی نہیں کی۔ لیکن حضرت خاتم المرسلین ساری عمر دعا مانگتے رہے۔ اللّٰھم اغفرلی ... وارفعنی واجبرنی۔ مگر خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایک برس کے لئے بھی آسمان پر رکھنا پسند نہ فرمایا۔ اگر پسند فرماتا تو ضرور آپ کو اٹھالیتا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ کو بزعم آپکے انیس سو برس سے آسمان پر بیٹھایا ہوا ہے مگر نہ تو (نعوذ باللہ) رسول اللہ کی دعا قبول ہوئی۔ اور نہ آپکے بعد کسی ولی مجدد۔ غوث قطب کی دعا قبول ہوئی۔ اگر کہو کہ وارفعنی جو رسول اللہ کی دعا میں ہے۔ وہاں روحانی رفعت مراد ہے تو میں ایسے سنگ دل اور محسن کش سے کہونگا کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت جب رفع کا لفظ آئے تو اس کے معنے آسمان پر اٹھانے کے کرتے ہو۔ اور نبی کریمؐ کے متعلق رفع آئے تو اسکے معنے روحانی لیتے ہو نہ آسمان کا لفظ وہاں ہے اور نہ یہاں!

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمین میں شاہِ جہاں ہمارا

تحقیق لفظ رفع

پس دونوں جگہ روحانی رفعت مراد ہے نہ جسمانی۔ پھر مشکوٰۃ میں آتا ہے ان اللّٰہ یرفع بھذا القراٰن اقواماً۔ تو انصافاً یہی معنے کرنے پڑینگے۔ کہ خدا تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے ایک نہیں دو نہیں قوموں کی قوموں کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔ کیونکہ آسمان کا لفظ آپ وہاں بلاوجہ لگا لیتے ہیں تو یہاں کیوں نہ لگایا جائے۔ پھر مکارم الاخلاق اصدیق حسن خان مرحوم میں آتا ہے عن ابن عباس اذا تواضع العبد یرفعه اللّٰہ الی سماء السابعة۔ کہ جب بندہ تواضع اختیار کرتا ہے تو خدا اسکو ساتویں آسمان پر اٹھالیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تواضع کس نے کرنی ہے۔ سب انبیاء سے اوپر ساتویں آسمان پر آپ کا ہی مقام ہے یا آپکے متبعین کاملین کا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پس جہاں آقا وہیں خادم۔ پس اگر بادشاہ باغ میں ہے تو اس کے غلام اور خادم کا مقام بھی وہیں ہوگا۔ اگر آپ کو اس کے متعلق کوئی اور مغالطہ دیا جاوے تو پھر اطلاع فرمادیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پوری کوشش کی جائے گی مگر آپنے بہت غلطی کی کہ احمدیت کی حالت میں حضرت صاحب کی کتابوں اور اس جماعت کے علماء کی طرف آپنے بالکل توجہ نہیں کی جسکی وجہ سے آپ کو یہ ابتلاء پیش آیا

الیٰ سے آسمان مراد نہیں

ہاں ایک سوال کا جواب رہ گیا ہے۔ اگرچہ اذا تواضع العبد یرفعه اللّٰہ الی سماء السابعة کی حدیث ہی اس کو حل کر دیتی ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ رافعک کے ساتھ الیٰ کا ایک قرینہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کا ہے کیونکہ عام طور پر خدا تعالیٰ کی علو شان کو مدنظر رکھتے ہوئے اسکی ذات کو آسمان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اسلئے الیٰ کے لفظ سے آسمان بھی نکل آتا ہے۔ مگر تمہاری پہلی دو مثالوں میں ایک تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا میں اور دوسرے ان اللّٰہ یرفع بھذا القراٰن اقواماً میں آسمان پر دلالت کرنیوالا کوئی قرینہ نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اٹھانے والا کون ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ ان اللّٰہ یرفع ہے۔ اور نبی کریمؐ بھی اللہ تعالیٰ کو وارفعنی کہتے ہیں پس جس طرف اٹھانے والا ہے یعنے اللہ تعالیٰ۔ اسی طرف وہ چیز بھی جائے گی جسکو اس نے اٹھایا یا اٹھاتا ہے۔ مثلاً زمین پر گیند پڑا ہو۔ اور زید مکان کی چھت پر ہو۔ ہم کہیں زید گیند اٹھائے گیا تو جہاں زید جائے گا وہیں گیند بھی جائے گا۔ اگر خدا تعالیٰ آسمان پر ہے تو جب وہ کسی چیز کو اٹھائے گا تو وہ بھی آسمان پر ہی جائیگی... لہٰذا ان مثالوں میں بھی آسمان کا قرینہ مل جاتا ہے۔ پس سب جگہ رفع ... وہیے۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ جو آیت آپ کو حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے بتائی گئی تھی۔ اس سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ اور جس آیت سے آپ ان کو آسمان پر چڑھاتے تھے۔ وہی آیت انکو اس جسم کے ساتھ آسمان پر جانے سے روکتی ہے۔

اس آیت کی ترتیب پر غور کرو

علاوہ اس کے ایک اور آسان طریق ایک بتاتا ہوں۔ جس سے کہ آپکو زیادہ واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے چار وعدے فرمائے ہیں۔ ایک متوفیک [1] رافعک [2] و مطھرک [3] من الذین کفروا۔ وجاعل الذین اتبعوک [4] فوق الذین کفروا۔ رفع کے آپ قائل ہیں کہ ہو چکا۔ اور تطہیر کے بھی آپ قائل ہیں کہ قرآن کریم کے آنے سے کفار کے الزامات سب دور کر کے آپ کو مطہر ثابت کر دیا گیا۔ اسی طرح چوتھا وعدہ بھی پورا ہو چکا کہ یہود جو حضرت عیسیٰ کے منکر ہیں مفتوح ہیں اور حضرت عیسےٰ کے ماننے والے فاتح ہیں۔ لیکن اگر وعدہ پورا نہیں ہوا تو وہ پہلا یعنی انی متوفیک کا وعدہ باقی ہے۔ گویا ترتیب کے لحاظ سے وہ دوسرے تین وعدوں کے بعد واقع ہے۔ گویا اصل ترتیب جن پر الٰہی وعدے پورے ہوئے یہ ہے یٰعیسیٰ انی متوفیک و رافعک و مطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا ومتوفیک الی یوم القیامة۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جو ترتیب خدا تعالیٰ نے وعدوں کی رکھی ہے۔ اسی ترتیب سے اگر ان کا پورا ہونا تسلیم نہ کیا۔ بلکہ متوفیک کے وعدے کو دوسرے تین وعدوں کے بعد پورا ہونا مانا جائے تو اس آیت کے معنے غلط ہو جاتے ہیں۔ اب یہ معنے ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (یہ وعدہ پورا ہو چکا) اور میں تجھے پاک کرنیوالا ہوں (یہ بھی پورا ہو گیا) اور میں تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر فوقیت دینے والا ہوں (یہ بھی پورا ہو گیا)۔ اب باقی ہے متوفیک والے وعدے کے پورا ہونے کی تو اب اس کے یہ معنے ہو جائینگے کہ میں تجھے مارتا رہونگا قیامت تک۔ اب خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ لا یذوقون فیھا الموت الا الموتة الاولیٰ۔ کہ وہاں انکو موت نہیں ہوگی مگر وہی ایک جو دنیا میں ان پر وارد ہو چکی ہے۔ پس یہ کیسطرح ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دنیا میں قیامت تک موتیں وارد ہوتی رہیں۔ مومن پر دوبارہ جان کندنی کا مشکل وقت کسطرح آسکتا ہے جبکہ کافر کے لئے بھی ایک ہی موت مقرر کی گئی ہے۔ اور اگر الی یوم القیامة کے بعد متوفیک کو رکھیں تو پھر اور بھی مشکل پیدا ہو جائیگی کیونکہ عبارت یوں ہوگی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة و متوفیک کہ تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکرین پر غلبہ دونگا۔ اور پھر متوفیک کا وعدہ پورا ہوگا۔ پس یہ عجیب بات ہوگی۔ اور لوگ تو اسوقت زندہ کئے جائینگے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسوقت وفات دیجائیگی۔ خدا تعالیٰ کی اصل ترتیب بتائی ہوئی کو چھوڑنے سے آیت کا مضمون ہی ناقص ہو جاتا ہے۔ پس صحیح یہی ہے کہ متوفیک کے وعدے کے پورا ہونے کے بعد باقی تین وعدے پورے ہوئے جیساکہ خدا نے بھی متوفیک کے وعدے کو مقدم رکھا ہے۔

رقیمۂ اختر

مولانا غلام احمد صاحب اختر ایک فاضل جلیل عالم نبیل مخلص سلسلہ ہیں۔ تفرقہ اندازوں کے سرگروہ نے انکو حال ہیں النبوۃ فی الاسلام مفت بھجوائی ہے۔ مولانا موصوف نے جو چٹھی لکھی ہے۔ اسکی نقل ہمیں ملی ہے۔ جسکی نقل ناظرین کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

مولانا! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کتاب پہونچی مولانا ملہم۔ مجدد۔ محدث۔ حضرت مسیح موعود ؑ کا راستہ صاف کرنیوالے اور آپ کی نبوت کا اقرار کرنے والے ہوتے رہے ہیں۔ آپنے فضیلت کی بحث کو الگ رکھنے سے حق کو پردہ دیا ہے۔ یا مغالطہ کھایا ہے۔ افسوس! آپ کی یہ نصیحت کہ (تطبیق بین الاقوال کی جاوے یہ نہ ہو کہ جو حصہ اپنے مطلب کے برخلاف ہو اسکو چھوڑ دیا جاوے) درست ہے۔ بندہ پروردہ لطف بزرگان صوفیا کرام ہے۔ بفضلہ تعالیٰ تعصب سے خالی ہو کر غور کرنے کی عادت رکھتا ہے۔ مگر افسوس کہ جناب نے خود اس نصیحت پر عمل نہیں کیا اور بروقت تدبر قرآن مجید بھی اس نصیحت کو یاد نہیں رکھا۔ اس لئے کتاب میں جابجا الغریق یتشبث بالحشیش کا نظارہ ملتا ہے مولانا! ناراض نہ ہوں۔ آپکے زرین اصول جو باقی اصول کی جان ہیں۔ جو کمال اہتمام تکذیب مسیح موعود سے وضع کئے گئے ہیں۔ منقوض ہیں۔ بوقت فرصت عرض کرونگا۔ آیۃ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع الایۃ میں آپنے اپنی نصیحت پر کیوں عمل نہیں کیا۔ اور توفیق و تطبیق سے پہلو تہی کی ہے۔ یوسف علیہ السلام رسول تھے۔ اور ضرور تھے۔ الا لیطاع اثر صادق آتا ہے۔ اور ضرور آتا ہے۔ مگر واتبعت ملۃ اٰبائی ابراہیم و اسحٰق و یعقوب بھی تو ہے۔ پس کیا حضرت موصوف حضرت ابراہیم اور حضرت اسحٰق حضرت یعقوب کے متبع تھے یا مطاع؟ حضرت ہارون کے متعلق بھی آپنے دھوکا دیا ہے نہیں تو کھایا ضرور ہے۔ ایک دو آیہ کا پھر تدبر کریں۔ میں لکھدیتا ہوں:۔ قال یٰھرون ما منعک اذ رأیتھم ضلوا الا تتبعن افعصیت امری۔ قال یابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل و لم ترقب قولی۔ یہ متبع کی شان ہے۔ یا مطاع کی۔ مولانا یہ کس کا عقیدہ ہے کہ نبی خدا نہیں بناتا بلکہ نبی نبی بناتا ہے۔ جو آپنے افعصیت امری کے پیش کرنیوالے پر خود بخود جرح کی ہے۔ مولانا نبی خدا بناتا ہے۔ اور شارع رسول واسطہ ذریعہ ہو جاتا ہے۔ لقد اوتیت سولک یموسیٰ پڑہو۔ امام غزالی نے لکھا تھا کہ نبوت مکتسب ہے۔ علماء نے شور مچایا۔ ابن عربی رحمہ نے فتوحات میں تطبیق بین القولین کر دی ہے۔ کیا حضرت ہارون ؑ کو حضرت موسیٰ کے ذریعہ نبوت نہیں ملی۔ اور وہ متبع نہ تھے۔ کیا ایسی نبوت کا جو حضرت ہارون کو بذریعہ موسیٰ ملے انکار جائز ہے۔ خود مطاع ہارون کا حال سنو۔ قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا۔ قال انک لن تستطیع معی صبرا و کیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبرا قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا و لا اعصی لک امرا اس آپکے اصل نے تو بہتوں کو معزول کر دیا۔ سنو! ووصی بھا ابراھیم بنیہ و یعقوب ایضا ام کنتم شھداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک و الٰہ اٰبائک ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق الخ وایضا انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا آپ ہی مسیح موعود کے اقوال کی تطبیق بتقویٰ کریں اور قرآنی معارف کو یکسوئی سے ضائع نہ کریں۔ حضرت یہ کس کا عقیدہ ہے کہ مسیح موعود کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی بنایا تھا۔ بلکہ آپ واسطہ و ذریعہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع تو انبیاء کے لئے موجب عزت و افتخار ہے۔ اور آپ اسکو ذلت و محرومی کا باعث خیال کرتے ہیں۔ شیخ عبد القادر نے کہا کہ یا معاشر الانبیاء خضنا البحر الذی کنتم علی ساحلہ۔ مولانا! معاف فرمائیے۔ آپنے سنا ہوا تھا۔ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور یہ نہ سمجھے تھے کہ خدا کسطرح بناتا ہے یہی باعث تھا کہ شیعہ نے اہل سنت کو نواصب کا لقب دیا۔ اور آج تک دیتے ہیں۔ پھر آپنے بچشم خود دیکھا کہ لوگوں نے خلیفہ بنا دیا آپکے خیال میں خدا کا ہاتھ درمیان نہ تھا۔ کیونکہ آپ درمیان نہ تھے یا درمیان تھے تو آپ کی رائے درمیان نہ تھی۔ باوجودیکہ پہلے آدمیوں کے بلکہ اپنے بنائے ہوئے خلیفہ کو خدا کا بنایا ہوا مان چکے تھے۔ افرایت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ کی پروا نہ کی۔ وہ خلیفہ آپکے اعتقاد کے موافق نہ ہوا۔ کیونکہ آدمیوں کے واسطے سے خلافت اسکی خلافت ظاہر کی تھی۔ پس آپکے خیال میں تسکین ہو گیا کہ جو نبی بذریعہ نبی نبوت پاوے۔ وہ نبی قابل اطاعت و مستوجب مستحق ایمان نہیں ہے واقعی ارتقائے علوم کا مسئلہ ہے۔ آپنے سمجھا ہے اور کون سمجھے۔ اس لئے آپ کی کتاب کا خلاصہ یہ ہے۔ النبوۃ فی الاسلام لیس بنبوۃ و من ادعاھا فھو کذاب و من اٰمن بھا فھو کافر و من کفر بھا فھو مومن۔ غلام دستگیر قصوری نے یہ بنیاد اٹھائی تھی۔ اس کو آخری اینٹ تک پہنچانیوالے آپ ہیں۔ مولانا! ہم اور آپ اور غیر احمدی سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے حامی بمسلک خود ہیں۔ آپ فرما دیں۔ اس عظیم الشان رسول کریم اور قرآن مجید اکمل الکتاب اور دین اسلام اکمل الادیان کے ذریعے آپ کیسی نبوت عطا ہونے کے دعویدار ہیں۔ جیسا آپنے النبوۃ فی الاسلام لکھ ماری ہے، کیا وہ نبوت ایسی جسکے مان لینے کے سوا چارہ نہیں یا ایسی نبوت کہ جس کا دعویدار باوجود پانے نام و لقب و اشاعت دعوے و اتمام حجج و افحام و الزام خصوم و اظہار عزم و تائید و نصرت کے فی الواقع نبی نہیں ہے۔ اور اسکو نبی ماننا کفر ہے۔

خاتم النبیین کے ساتھ صفت ارسال رسل کی تعطیل کو روا رکھنا آپکے نزدیک درست ہوا۔ تطبیق کیوں نہ کی انا کنا مرسلین پر غور کرنا ضروری تھا۔ یہ کنا صرف زمانہ ماضی تک محدود ہے۔ یا مثل سائر یا مثل سائر مشتقات کے جو الہیات میں آتے ہیں۔ ہر سہ زمانہ کو مشتمل ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ مرسل جو اس صفت کے تقاضا سے جو اس آیہ میں مذکور ہے۔ ایمان لانے کے مستحق بھی ہونگے یا نہ اور ایسے رسولوں کا کہاں قرآن مجید میں ذکر ہے۔ جو رسول ہوں اور ان کو نبی رسول نہ مانا جاوے۔ ان دونوں مضمونوں کی تطبیق سہل تھی۔ اگر ائمہ کشف و شہود کے مصنفات اور آئینہ خانہ ایمان کی نزاکت پر نظر رکھتے۔ علماء الرسوم بھی مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں کچھ پہچان نہیں سکتے۔ یہ گروہ تو بزبان اہل اللہ فراعنۃ الاولیاء و دجاجلۃ الفقراء کہلاتا ہے۔ اور آپ پہچان کر

اور مسیح موعود جاکر نبوت کے منکر ہیں ؎
راہ نزدیک است و دُور افتادہٗ۔

مولانا! آپکے بدو حال ہیں میں خیال کرتا تھا کہ آپ کی جماعت ملت احمدیہ کے لئے مفید ہو گی۔ اور احمدیت و غیر احمدیت کے درمیان برزخ درزنیہ کا کام دیگی مگر ؎
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

آپ غیر احمدیوں سے بھی پیچھے چلے گئے۔ قرآنی معارف کی بجائے حکمت ایمانیہ پر جو قرآن مجید کی درخشندہ اصل ہے پانی پھیر دیا۔ اور مسیح موعود کی کتب سے آپ کی تہذیب میں منہمک ہوکر علمیت ولیاقت و قابلیت کے جوہر دکھلائے۔ اور بنائے جدت اختیار کی۔ مولانا! آپ ہم کو حق سے بے پرواہی کا الزام دیتے ہیں۔ اور اپنی نسبت ایک لمحہ بھی راستہ سے بھٹکنا فرض نہیں کرتے۔ آپ کفر بالبنی کی تائید کی جواب دہی کے لئے موقف پر اپنے آپ کو کھڑا تصور کریں۔ آپکے اعتقاد کے موافق بھی ہماری نسبت آپ عظیم خطرہ میں مُبتلا ہیں۔ کیونکہ آپ النبوۃ فی الاسلام کے کفر کے مؤید ہیں اور ہم ایمان کے۔ پس آپ کو ہم سے زیادہ غور و خوض و اعتنا کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ علمار الرسوم کے مسلک پر ہیں۔ محدث تو نہیں ہیں۔ اور ہمارا مشرب مسلک ایمان ہے۔ والسّلام۔

اور براہ مہربانی آپ یہ میرا خط جناب سید محمد حسین صاحب ڈاکٹر کو دکھلا دیجئے۔ کہ مینے اس کے متعلق ان سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔ والسلام

راقم خاکسار غلام احمد اختر اوچ از رحیم یار خان ریاست بہاولپور

نوٹ:۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب میرے روشناس تھے۔ اور قادیان میں خلافت اوّل کے پہلے سالانہ جلسہ میں مجھ کو تلاش کرتے تھے۔ اور خواب مجھ کو اور بعد ازاں میرے روبرو حضرت خلیفہ اول کو سُنایا۔ کہ میں نام سے بھی واقف نہ تھا۔ خواب میں نواب عبد الغفور خان زیدہ کی ملاقات کے لئے نکلا۔ نواب صاحب موصوف کو ایک مکان سے دریافت کیا تو اوپر بالا خانہ سے آواز آئی نواب عبد الغفور خان تو موجود نہیں ہے۔ میں غلام احمد اختر موجود ہوں۔ اور جب بازار میں چلے تو لاہور کے بالا خانوں سے لوگ اُڑتے ہوئے چلے آتے تھے۔ اور تمہارے پاؤں پڑا کرتے تھے۔ مجھ کو سید صاحب کے نواب عبد الغفور خان صاحب کو ریاست بہاولپور سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق ہے اس لئے میر صاحب کو یہ رؤیا ہوا۔ وہ دولت اور ظاہری اعزاز کی تلاش میں تھے۔ مینے ان کو دین کی طرف بُلایا۔ اور میری دعوت کو لوگوں پر انہوں نے عجیب پُر تاثیر پایا۔ کہ لوگ اُڑتے ہوئے آ جاتے تھے۔ اور اس جذب کا حال حضرت مولانا کو سُنایا میں ان سے دریافت کرونگا۔ کہ میری دعوت کا آپ پر اثر ہوا یا نہ؟ اور بتایا تھا کہ یہی ہو بہو شکل تمہاری تھی۔ اور اسی طرح لمبا قد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

احمدی جماعت توجہ کرے

"مولانا میر محمد سعید صاحب نے حیدرآباد دکن سے ایک چِٹھی بھیجی ہے۔ جسمیں وہ جماعت کو جزئی اختلافات پر ایسے رنگ میں بحث و مباحثہ کرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔ جس سے باہمی منافرت و مشاجرت بڑھتی ہو۔ یا بڑھنے کا احتمال ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کی یہ برادرانہ گذارش نہایت توجہ سے پڑھی جائیگی۔ مینے ان کی چِٹھی کا کچھ حصہ اصل مقصد کے لئے غیر ضروری سمجھ کر حذف بھی کر دیا ہے۔"

اخبار "فاروق" مورخہ ۲ جنوری جلد اول نمبر ۱۳ صہ ۱۳ کالم دوم سوم "سوا چار بجے حضور نے تقریر شروع کی" کے تحت صفحہ ۱۴ سطر ۳۔ حضور نے فرمایا کہ تم معلّم بننے کے لئے تیار ہو جاؤ" اور نیز صفحہ ۸ کالم ۳ کی تقریر کے تحت میں جہاں سُرخی ہے "علم حاصل کرو"۔ اور صفحہ ۹ کالم ۳۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ علم حاصل کرے" اور صفحہ ۱۰ کالم اوّل میں (۲) اسباق قرآن کا ایک سلسلہ جاری کیا ہے (۳) شریعت کے مسائل کے لئے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جماعت کے علماء سے جمع کرانے کا انتظام کیا ہے۔" وغیرہ ارشادات جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی پختگی اور کمال قوت کے ظہور کا وقت قریب ہو گیا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

اسوقت مجھے عام جماعت کی خیر خواہی آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرنے کے لئے مجبور کر رہی ہے اور شاید کہ یہ گذارش بر موقعہ ہو۔ اللہ تعالےٰ اس نیک تحریک میں مدد فرماوے اور جماعت کو تفریق و تشتت سے بچائے۔ میں دیکھتا ہوں اور بارہا تجربہ ہوا ہے کہ معمولی اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں ہماری جماعت کے حنفی اور وہابی حسب دستور سابق (جسکو ایک اعتبار سے فترت کا زمانہ کہنا چاہیئے) سختی سے گفتگو کرتے ہیں۔ حالانکہ میرے یہ کان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارک کو بارہا اچھی طرح سُنے ہوئے ہیں۔ اور میرا دل حلفیہ اس کی تصدیق کرتا ہے کہ ایسے جزئی معاملات یعنی رفع اور عدم رفع یدین اور جہر بسم اللہ و آمین۔ ترک سلام و یہ دو سلام اور رفع سبابہ وغیرہ جزئیات ہیں اختلاف کرنا ٹھیک نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فریقین کو جھڑکا اور ڈانٹا اور فرمایا کہ صرف قرآن مجید ہی کا ایک ایسا حکم واجب الایقان والتعمیل ہے۔ جسکے خلاف کرنے سے ایک مومن کسی پر سختی کر سکتا ہے یا ان احکام پر جو تعامل الناس کے اجتماعی دائرہ میں محدود ہو گئے ہوں یعنے جس پر تمام مسلمانوں کا بلا اختلاف اجماع ہو نہ یہ کہ کسی روایت پر جو درایت سے حصہ رکھتی ہے اور اس پر بہت سے اولیاء اور فقہا اور مسلمان سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا الی الآن عملدرآمد چلا آرہا ہے نعوذ باللہ اس کا انکار کیا جاوے اور اسکو تحقیر کی نظر سے دیکھا جائے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ بھی بعض صوفیا اور بعض اہلحدیث کسی حدیث پر جو روایتاً ان کے نزدیک صحت کو پہنچی ہوئی ہے۔ عملدرآمد کر رہے ہیں کسی کو اسپر بھی حق نہیں کہ اس کا انکار کرے۔ اور انکو حقارت و نفرت کی نظر سے دیکھے یا ان سے جھگڑے کیونکہ اطمینان قلبی جزئیات دینی میں جس کو جس عمل پر ہو گیا ہے وہ اُس کے لئے کافی اور وافی ہے۔ باوجود ان باتوں کے سُننے کے لوگ پھر بھی جزئیات میں جھگڑتے ہیں۔ تفسیر سروری کا وہ حصہ (۱۶۹ تا آخر) جس میں مسیح موعود کی نماز کے نام سے مضمون لکھا گیا ہے۔ پڑھو۔ اور حضرت مولانا خلیفہ اول نور اعظم قدس سرہ الشریف کا رسالہ دینیات بھی دیکھو۔ فیصلہ کے لئے ان دو مقدس حضرات کا عملدرآمد ہمارے جزئی اختلاف مٹانے کے لئے کافی اور وافی ہے۔ اور یہ تحریر یعنی تفسیر مذکورہ بالا حضرت مولانا نور الدین صاحب نے بلا تردید پڑھلی ہے۔ اور غالباً اور یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسے تصدیق کی نظر سے دیکھ لیا ہے۔ انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ چونکہ حضرت

خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاکید اور عمل درآمد فاتحہ خلف الامام کے لئے ہے ہم سری اور جہری نمازوں میں ہر وقت امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اگرچہ حضرت مولٰینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ دینیات میں نیچے ناف کے ہاتھ باندھنے کو لکھا ہے کہ حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضور نے بھی ہم سے فرمایا تھا کہ زیر ناف یا بالائے ناف یا سینہ پر اگر کوئی ہاتھ باندھتا ہے تو اس سے سنت و طریقہ مسنونہ صلوٰۃ ادا ہوجاتا ہے۔ بحث افضلیت و اولویت میں ہے نہ کہ ادائی صلوٰۃ میں پھر ہم نے ایک رسالہ صدریہ یعنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی فضیلت کا دکن میں لکھکر شائع کیا۔ اور وہ مقبول بھی ہوا۔ اور مولوی صاحب رضؓ اور حضورؑ نے بھی اسے پسند فرمایا۔ اور التحیات کے قعدہ میں انگوٹھے اور انگشت کا حلقہ باندھکر تشہد میں کلمہ کی انگلی سے کرتے ہیں جیسا کہ ملا علی قاری و دیگر محققین مذہب حنفیہ نے بھی لکھا ہے۔

پھر حضور اربعین نمبر ۳۔ ۱ور ۴ لکھ رہے تھے (اور میری گزارش پر حضور نے بجائے ۴۰ کے ۴۔ پر اربعین کو بس کیا) تو مجھے ارشاد فرمایا کہ تم محمد یوسف سے امرتسر یا لاہور جاکر ہماری طرف سے ملو اور اس کی غلط فہمیوں کو بادلائل رفع کرو۔ وہ حدیثیں پیش کریگا تو کہنا کہ میں تمہاری طالمود لے کر کیا کروں مجھے تو خدا و رسول نے حکم و عدل بنا کر بھیجا ہے۔ میں تم سے حدیث سیکھنے نہیں آیا بلکہ جس حدیث کو میں صحیح کہوں وہ صحیح ہوگی اور جس کو غلط کہوں گو اس پر کتنا ہی اتفاق ہو غلط ہے۔ میرا فیصلہ اللہ کے ارشاد کے موافق ہوگا اور میرا عمل پسندیدہ جملہ انبیاء و سید المرسلین ہوگا۔ الاخیر۔ اور مسیح موعود کا قول و عمل عند اللہ و عند الرسول بعد قرآن مجید ہے۔ نہ احادیث کے بعد۔ گو وہ متفق علیہ ہی حدیث ہو۔ اور کیوں نہ ہو۔ اس کو تو احادیث اور دین کا حکم عدل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دیا ہے انتہی۔"

سچ ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں اس کے رسول اور نبی کی باتوں پر جو اپنے اصل کی طرح و ماینطق عن الہوٰی کا مصداق ہے، اور خدا کے رسول سید المرسلین خاتم النبیین صاحب المعراج سراج وہاج کا مقرر کردہ حکم عدل مسیح موعود و مہدی مسعود علیہما الصلوٰۃ والسلام خود بھی فرماتا ہے۔ صرف نقلوں کا درجہ ظنیات سے بڑھکر نہیں ؂

صفحہ ۹ لمی سرخی در اصل رقیمہ اختر۔

اشعار

جبکہ ہے امکان کذب و کجروی اخبار میں
پھر حماقت ہے کہ رکھیں سب انہیں پر انحصار

جبکہ ہم نے نور حق دیکھا ہے اپنی آنکھ سے
جبکہ خود وحئ خدا نے دی خبر یہ بار بار

پھر یقین کو چھوڑ کر ہم کیوں گمانوں پر چلیں
خود کہو رویت ہے بہتر یا نقول پر غبار

تفرقہ اسلام میں نقلوں کی کثرت سے ہوا
جس سے ظاہر ہے کہ راہ نقل ہے بے اعتبار

(صفحہ ۳۳۔ البشریٰ حصہ اول)

پھر فرمایا "معجزات وہ طلب کریں گے آپ کہنا کہ فرمائشی معجزہ یعنی اقتراحی قرآن میں منع ہے۔ عطائی معجزے دکھائے جاتے ہیں جو صدہا ہیں۔ اکثر اہل حدیث اول کافیہ کے مصداق ہو رہے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین بھی فرمایا ہے۔ جیسے آفتاب کے سامنے وہ جلتے تھے۔ اسی طرح آفتاب رسالت کے سامنے یہ جلتے ہیں۔ اور کوئی حجاب درمیان نہیں ہے۔"

جیسا کہ یہاں ہماری جماعت میں الا ماشاء اللہ سب ہی حنفی اور دیگر مذاہب مقبولہ شافعی وغیرہ حضرات داخل سلسلہ ہیں ان کو ان جزئی لڑائیوں میں بڑی بے کیفی اور باہم نفرت ہوتی ہے میں نے بارہا رؤیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ عمرؓ اور علیؓ اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب و مسلک کے مؤید روایت بہ درایت اور تائیدات اور نصرت آسمانی کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور ان کا مذہب امام ابوحنیفہ کے طریقہ پر ہے جس کی تشریح اول کتاب اللہ دوسرے سنت معتبرہ اجماع الامۃ القیاس سے ہے۔ اور ہم اسی طریقہ سے خوش ہیں۔ فاستقم کما امرت۔

محدثین کا طریق مختصر اور مجذوبانہ طریق ہے جن سے غیر فقیہ بے خبر ہیں۔ اور فقہاء اور علماء کبار کے لئے ان سے بڑی تائید ہے اور دیکھو اخبار بدر کلام امیر ۱۲ شعبان ۱۳۲۵ھ ۵ جمادی الثانی نمبر ۳۲۔ جلد ۱۱ صفحہ ۳۔ کالم اول۔ ۱۵ مئی ۱۹۱۲ء

فرمایا بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے ہمارے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (اللہم اغفرہ وارحمہ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے حضرت مرزا صاحب جہراً نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے۔ اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا برا لگتا تھا۔ تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزہ آتا ہے۔ کوئی اونچا پڑھے۔ یا آہستہ پڑھے۔

سورۂ فاتحہ۔ فرمایا سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے خواہ آدمی کے پیچھے ہو۔ دن کی نمازوں میں یا رات کی نمازوں میں۔ قرآن شریف کی کوئی آیت اس کے مخالف نہیں۔ نہ کوئی حدیث مخالف

ترتیب۔ فرمایا ہم نے تین دعائیں الحمد میں کہیں ہیں۔ منعم علیہم بنیں مغضوب علیہم اور ضال نہ بنیں۔ ہر سہ خدا نے قبول کی ہیں انعام ان پر ہوا جو متقی ہیں۔ مغضوب بے ایمان منکر ہیں جن کو وعظ کرنا نہ کرنا برابر ہو۔ ضالین منافق لوگ ہیں۔ ہر سہ کا ذکر الحمد میں ہے پھر ترتیب وار ہر سہ کا ذکر سورۂ بقر کے ابتدا میں ہے۔ یہ قرآن شریف کی ترتیب کا ایک نمونہ ہے ؂

اسی طرح حضرت مولٰینا کا رسالۂ دینیات ملاحظہ طلب ہے جو ۱۹۰۶ء ماہ ستمبر میں لکھا ہے۔ اللہ رحم فرمائے تمام امت پر۔ اور باہمی نزاع سے بچا دے۔ آمین ؂

(خاکسار میر محمد سعید)

ضرورت

انجمن ترقی اسلام کو ممالک متوسط اور برما کے علاقوں کے لئے دو ایسے احمدی مبلغین کی ضرورت ہے جو عربی اور انگریزی میں کافی دسترس رکھنے کے علاوہ تقریر اور تحریر میں بھی مہارت رکھتے ہوں علاوہ ازیں سلسلہ کے لٹریچر سے بھی پوری واقفیت رکھتے ہوں۔ مگر برما کے علاقہ کے لئے بنگالی زبان کا جاننا بھی ضروری ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی ایسی تمام درخواستیں میرے نام آنی چاہئیں

شیر علی
سکرٹری ترقی اسلام قادیان

خط

و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہئے ؂
مینجر

خبریں

برٹش رپورٹ مظہر ہے کہ جرمن لائنوں کے کئی مقامات پر گولہ باری کی گئی۔ فرانسیسی رپورٹ مظہر ہے کہ ٹوٹانس میں توپ خانہ نے سرگرمی ظاہر کی لیکن طرفین میں سے کسی نے مزید حملہ نہیں کیا

جرمنوں کی ڈوینا میں پسپائی روسی رپورٹ مظہر ہے کہ علاقہ ریگا میں توپخانہ کی خوب لڑائی ہوئی۔ جرمنوں نے جو سفید کوٹ پہنے ہوئے تھے منجمد دریا ڈوینا کو فریڈرشٹاٹ پر عبور کرنے کی کوشش کی لیکن پسپا کئے گئے

افریقہ میں برٹش فتح جنرل سرہوریس سمتھ وڈریں خبر دیتے ہیں کہ اب ایک لائین سگینٹی پہنچ گئی ہے۔ اور کہ ۲۴ جنوری کو ایک کمپ گرفتار کیا گیا۔ اور دشمن کی سرگرمیاں کم ہو رہی ہیں۔

قیصر کے خلاف سازش۔ لنڈن ۳۔ فروری بنا ر کوریری ڈیلا سیرا کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ رقمطراز ہے کہ قیصر نے قسطنطنیہ کے دورے کی تجویز ترک کر دی ہے کیونکہ اس کو قتل کرنے کے متعلق ایک سازش کا پتہ لگا ہے اخبار اگنز یار قمطراز ہے کہ سلطان کے خلاف بھی ایسی ہی سازش کی گئی تھی۔

لنڈن ۳۔ فروری۔ صیغہ بحری نے اعلان کیا ہے کہ ایک ماہی گیری کا جہاز رپورٹ کرتا ہے کہ اس نے بحیرہ شمالی میں ایک زپلین کو غرقاب ہوتے دیکھا

لنڈن ۳ فروری سٹیمر فرانسٹر رفنشر جو برٹل بیل اور لنڈن کے درمیان ساحلوں کو کوئلہ پہنچانے کا کام کرتا تھا سہ شنبہ کی رات کو ایک زپلین نے غرق کر دیا ۱۳۔ آدمی غرق ہوئے اور ایک بلجیئن سٹیمر نے ۳۔ آدمی بچائے۔ فرزنز فنشر ۷۹۵ ٹن کا دشمن سے گرفتار کردہ جہاز تھا۔

لنڈن ۳۔ فروری۔ اسٹرڈم۔ سٹیمر ارٹمیس ہوک میں شکستہ شدہ پہنچا ہے۔ یہ جہاز خبر دیتا ہے کہ اس پر ایک جرمن آبدوز کشتی نے حملہ کیا تھا جرمنوں نے جہاز کو کھڑا کر کے روشنیاں گل کرنے کا مطالبہ کیا۔

لنڈن ۳۔ فروری۔ اسٹرڈم۔ ایک ڈچ موٹر جہاز آرٹمیس پر نور بنڈر کے پاس تارپیڈو پھینکا گیا۔

لنڈن ۴ فروری۔ اوٹاوا۔ پارلیمنٹ کی عمارات جل رہی ہیں اور یقین کیا جاتا ہے۔ یہ تباہ ہو جائیگی۔ ممبران جو اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ بال بال بچ گئے اگرچہ وہ ابھی تک گم ہیں سپیکر کی دو بھتیجیاں ہلاک ہوئیں یقین کیا جاتا ہے کہ آتشزدگی کا باعث بم کا پھٹنا ہے۔

بعد کی خبر۔ آگ اب قابو میں کر لی گئی ہے۔ نقصان کا اندازہ ۵ اکروڑ روپیہ کا کیا جاتا ہے۔

ہوائی جنگ۔ لنڈن ۳۔ فروری سالونیکا۔ کل رات ایک زپلین یہاں نمودار ہوا لیکن رد کر دیا گیا۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ برٹش باتریوں نے اسے چوٹ پہنچائی۔

لنڈن ۴۔ فروری سالونیکا۔ فرانسیسی ہوائی جہازوں نے پیٹرش پر ۱۸ بم گرائے۔ جن سے ۲۶ آتشزدگیاں ہوئیں تمام مشینیں واپس آ گئیں۔

لنڈن ۴ فروری۔ پیٹروگراڈ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ قفقاز میں روسی پیشقدمی جاری ہے۔

فہرست نومبائعین

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۶ء

نام	مقام
چراغدین	امرتسر
اہلیہ "	"
اہلیہ الہ داد خان۔	ہوشیارپور
دختر "	"
عبد الحمید۔	کانگڑہ
اہلیہ جھنڈا	تحصیل سیالکوٹ
" حسن دین	"
حکیم عبد العزیز	امرتسر
اہلیہ "	"
جھنڈا	"
علی محمد	"
والدہ غلام محمد	لائلپور
نذیر محمد	پٹیالہ
رحمت اللہ	لاہور
عمر الدین	سیالکوٹ
محمد الدین	"
سماۃ راج بی بی	"
منشی اللہ دتا	بنوں
امۃ الرحمٰن	گورداسپور
اہلیہ غلام محمد	"
سردار شاہ	گجرات
جان محمد	گوجرانوالہ
غلام محمد خان	جہلم
عبد الرحمٰن	"
عبد المجید	"
حاجزان بی بی	"
فاطمہ بی بی	"
محمد یوسف	پٹیالہ
نور الدین	گوجرانوالہ
سماۃ وحید النساء	دہلی
بابو عبد المجید	امرتسر
حبیب بی بی	جہلم
محمد رمضان	کشمیر
محمد دین	برہما
اہلیہ عزیز الدین۔	امرتسر
شیر محمد	پٹیالہ
سماۃ غفوراً	"

بعیت خلافت

میزان ۳۷

تریاق ثلاثہ

یعنے

کھانسی۔ نزلہ۔ زکام کا تریاق۔ ان بیماریوں کے بڑھنے سے دق سل ذات الریہ وغیرہ امراض شدید ہوتے ہیں نزکام یا نزلہ یا کھانسی والے ہوشیار ہو جائیں۔ ورنہ سل ہو جائیگی دق کا شکار ہونگے ذات الریہ کا نشانہ ہونگے۔ ان تینوں امراض شدیدہ کے لئے تریاق ثلاثہ کا استعمال اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس کے استعمال سے لوگ امن میں رہینگے جن کو زکام کھانسی سینے کی خرخراہٹ دامن گیر رہتا ہو خدا کے فضل سے ہر سہ امراض تھوڑے وقت میں جاتے رہینگے

قیمت فی ڈبیہ ۸/

نظام جان عبد الرحمٰن کاغانی قادیان

نادر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے یہ حضرت مغفور کی مجرب گولیاں ہیں۔ ان کے فوائد ہدیہ ناظرین ہیں (۱) جن اصحاب کو دماغی محنت کرنے سے تکان ہو اور ضعف دماغی کوت ونکان کیسی ہی ہو۔ ان کے استعمال سے طبیعت بشاش ہو کر تمام تکان رفع ہو جاتی ہے (۲) اعضائے رئیسہ کی کمزوری کے لئے اکسیر ہیں (۳) تمام بدن کی کمزوری کے لئے تریاق ہیں۔ (۴) پٹھوں کی تمام کمزوری کے لئے اپنے اندر برقی طاقت رکھتی ہیں۔ بلکہ یوں کہنا خلاف نہ ہوگا۔ کہ انسان کے لئے اکسیر البدن ہیں قیمت ۴۲ گولیاں عہ کو ملتی ہیں۔ ملنے کا پتہ

دوائی خانہ ہمدرد بیماران قادیان